

سامع پر چھوڑ دیا کہ وہ اپنے حالات کی مناسبت سے جو مقصد چاہے، پیش نظر رکھ لے۔ لیکن میرزا کو صرف دن رات کی ایک خاص بیخودی درکار ہے۔ دن کو بیخودی اس لیے مطلوب ہے کہ زندگی میں قدم قدم پر تکلیف دہ حالتیں پیش آرہی ہیں۔ بیخودی کی حالت میں ان کا احساس تک نہ ہوگا۔ رات کو اس لیے بیخودی درکار ہے کہ دوسو سے اور خواب پریشان نہ کریں گے۔

سب سے آخر میں یہ کہ خیام کی رباعی میں وہ کیفیت موجود نہیں، جو اس کی اکثر رباعیات کا خاصہ ہے، مگر مرزا نے دو مصرعوں میں تمام حقائق یکجا کر دیے۔ اور شعر کو اس درجہ پر کیفیت بنا دیا کہ انسان پڑھے اور وجد و سرخوشی میں گم ہو جائے۔

۶ - ۹ - لغات - فروع : فرع کی جمع، شاخیں۔

سنسری : سیوتی کا پھول۔

عارف : خدا شناس، صاحب عرفان۔

شرح : اسے غالب! شاخوں کا بڑھنا اور پھولنا پھلنا جڑ پر موقوف ہے جڑ چھپی ہوئی ہے اور شاخیں نمایاں ہیں۔ دوسری مثال یہ ہو سکتی ہے کہ ہر بات خاموشی سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی پہلے بات کا تصور ذہن میں آتا ہے، پھر موزوں الفاظ کی شکل میں وہ زبان پر آجاتی ہے۔ پہلی حالت اس کے چھپے ہوئے ہونے کی تھی، دوسری حالت نمود و نمائش کی ہوئی۔ گویا خاموشی اصل ہے، باتیں اس کی فروع ہیں۔

ایک اور مثال لیجئے۔ دیکھیے، لالے، گلاب اور سیوتی کے پھولوں کا رنگ وضع قطع، خوشبو اور ہر چیز مختلف ہے، لیکن ان سب کا پیدا ہونا بہار پر موقوف ہے، جس کا ظاہری وجود کوئی نہیں۔ پھول رنگ لاتے ہیں تو ہم کہتے ہیں، بہار آ گئی۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ پھولوں کے رنگوں میں نہ الجھیں، بلکہ بہار کے اثبات پر زور دیں۔ بہار اصل ہے، لالہ و گل و سنسری اس کی فروع ہیں۔

انسان کو زندگی میں مختلف حالتوں سے سابقہ پڑتا ہے اور ہر حالت کا